ابومیسون اللہ بخش

میرے مرشد، میرے محسن، میرے مربّی

تمام بڑائیاں اللہ کریم کی ذات با برکات کے لیے ہیں جس نے کائنات کو وجود بخشا اور درود سلام نبیٔ آخری معصوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے دم قدم سے مخلوقِ خدا کو شعور و آگہی نصیب ہوئی۔

اس کائنات ارضی پر مولیٰ کریم نے مقررہ درجات کے ساتھ پورے نظم و نسق سے انسانوں میں سے کچھ ایسے نفوسِ قدسی صفت پیدا کیے جن سے دنیا زیر و زبر، تہذیبوں اور اقوام و ملل میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ ادوار کی اس تبدیلی میں انسان کا اپنا عمل اور رد عمل بھی کار فرما ہوتا ہے۔

انبیاء و رسل، صحابہ، تابعین اور صالحین نے وقتاً فوقتاً دنیا کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور ضرورت کے پیشِ نظر اللہ کریم نے کائنات میں انقلابی شخصیات کو پیدا کیا اور کہیں کہیں سرزنش کیلئے سوتی قوم کو جگانے کیلئے دشمن کو بھی قوت دی۔

برصغیر جو ایک عرصہ سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اس زمین پر غاصب و مکار نصرانی حکمران قابض تھا۔ صد سالہ آہ و بکا کے بعد گزشتہ صدی کے وسط میں مجاہدین کی ایک جماعت معرضِ وجود میں آئی جو علمی و عملی زندگی کے تمام شعبہ جات میں ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ شاہ ولی اللہ سے لیکر حضرت سیّد ابوذر بخاری تک علماء دیو بند اکابر احرار اور مجاہدین احرار کی یلغار سے دشمن ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔

امام المجاہدین سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمود الحسن، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مفتی کفایت اللہ مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ انور شاہ کشمیری، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ اجمعین نے اپنی زندگیاں دین حق کی سربلندی کیلئے وقف کر دیں۔ ہمہ جہت جہاد کیا، قلم، زبان، عمل ہر طرح سے ہر محاذ پر ہراول دستہ کے طور پر لڑے۔ غلام ہندوستان کو جگایا اور ایک ظالم، غاصب اور کافر حکمران سے آزاد کرایا۔ محکوم قوم کی آنکھوں میں چمک اور دلوں کو زندگی کی رمق عطا کی۔ انہی مجاہدین کی قربانی و ایثار کے نتیجہ میں برصغیر میں آزادی کا سورج طلوع ہوا۔ پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو آج پچاس برس گزرنے کے بعد بھی مسلمانوں کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

میرے ممدوح حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری امیر شریعت سب سے بڑے بیٹے اور مجلس

احرار اسلام کے قائد تھے۔ ان کے علم و تقویٰ کا احاطہ تو میں نہیں کر سکتا البتہ ان کے خوشہ چینوں میں سے ایک ہوں۔ مجھ غریب پر ان کے اور ان کے خاندان کے اتنے احسانات ہیں کہ میں اگر کسی ایک احسان کو یاد کر لوں اور تمام عمر خادم بن کر گزار دوں تب بھی انہیں اتار نہیں سکتا۔ میں کیا ہوں اور میری اوقات کیا تھی؟ خوب جانتا ہوں...... مگر حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے مجھے گلے لگایا۔ پیار کیا اور تربیت کی جیسے ایک باپ اپنے بچوں کی تربیت کرتا ہے۔ اگر دین کی سمجھ ہے، آنکھ میں حیاء ہے بولنے کی ہمت اور کوئی اچھا کام کرنے کی صلاحیت ہے تو صرف اللہ کریم کی مہربانی اس کی رحمت اور سیدی، مرشدی کی نظر کرم ہے۔ ان کے خطبات اور ان کی نجی مجالس، گفتگو ہی میرا مبلغِ علم ہے۔ وہ سید انور شاہ کے حقیقی وارث، جانشین امیر شریعت اور مجلس احرار اور اکابر احرار کی روح اور غیرت کے امین تھے پاکستان بن جانے کے بعد جب ملک کی سیاسی و مذہبی منڈی میں بولی لگی تو بعض مذہبی اجارہ دار سیاست دان اور جاگیر دار، اپنی اپنی باری پر بکے علماء حق کی سیاسی و دینی محنت برباد ہونے لگی۔ اس ماحول میں حق کی جو چند صدائیں بلند ہوئیں ان میں ایک طاقتور اور توانا آواز سید ابوذر بخاری تھے۔ جسے تمام استبدادی حربوں سے بھی دبایا نہ جاسکا۔ انہوں نے اپنے خطبات و دروس اور عام گفتگو میں رفض و بدعت اور مرزائیت کے گہرے اثرات کو زائل کیا۔ ان کی سازشوں کو طشت ازبام کیا۔ جو شخص ان کے قریب ہوا اس کا عقیدہ درست ہو گیا۔ شاہ جی کا وصف یہ ہے کہ ان کا ساتھی گناہ گار تو ہو سکتا ہے مگر بد عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

مجھے یاد ہے میں تیسری جماعت کا طالب علم تھا عید کے دن مسجد آیا تو ایک بزرگ تقریر کر رہے تھے میرا بچپن تھا مجھے اور تو کچھ یاد نہیں ایک جملہ آج تک اچھی طرح یاد ہے وہ بزرگ فرما رہے تھے "میں حضرت امیر شریعت کے زیر سایہ پڑھا اور پلا ہوں، حضرت امیر شریعت مجھے آخرت کا سرمایہ کہتے تھے" یہ جملے کہتے ہوئے وہ بزرگ نمناک ہو گئے۔ اور ان صاحب کا نام مولانا قاری محمد عبداللہ ہے اتفاق کی بات ہے آپ نابینا ہیں اور میرے مرحوم والد ماجد کے دوست ہیں۔ اور الحمدللہ اب بھی بقید حیات ہیں۔ میرا ان کے ہاں آنا جانا زیادہ ہوتا گیا۔ آپ کی محفل میں حضرت امیر شریعت اور ابناء امیر شریعت کا ذکر سننے سے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کبھی ان سے ملاقات بھی نصیب ہو گی؟

قاری صاحب ویسے تو ہمارے ہی دیہات بستی بیہڑ (ضلع تونسہ) کے رہنے والے ہیں لیکن بچپن سے ۱۹۳۸ء میں مجلس احرار اسلام تونسہ شریف کے ایک جلسہ پر تلاوت و نعت خوانی کے باعث حضرت امیر شریعت انہیں امرتسر ساتھ لے گئے تھے اور دو سال حضرت کے گھر رہے پھر حضرت امیر شریعت انہیں سرگودھا میں حضرت محمد شفیع کے مدرسہ میں داخل کرا دیا تحصیل علم کے بعد حضرت امیر شریعت نے ہی اپنے ایک مرید و عقیدت مند مولانا علاؤالدین مرحوم کی بچی سے ان کی

شادی بھی کرادی۔ گویا یتیم و مسکین پروری کا حق ادا کر دیا۔

قاری صاحب موصوف اپنے سسرال چک ۸۴ نزد خانیوال میں رہا کرتے تھے کبھی کبھار تشریف لاتے تو مہینہ بھر رہتے تھے میرا سارا وقت ان کے پاس گزرتا تھا۔

۷۹ء میں قاری صاحب نے اپنے علاقہ میں مدرسہ بنایا اور مدرسہ کا نام "عطاء العلوم رکھا اور مجھے اس میں بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کا حکم فرمایا قاری صاحب کی وہاں لائبریری بھی ہے۔ جہاں سے میں نے استفادہ کیا اور کچھ عرصہ مدرسہ میں خدمت تعلیم و تعلم بھی سر انجام دی۔ اس دوران رمضان شریف میں اعتکاف کیا اور استخارہ کیا کہ مجھے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیئے۔ ہمارے علاقہ میں جمیعت علماء اسلام کا اثر زیادہ ہے میں بھی انہی مولویوں کے زیر اثر رہا تھا اس لیے خیال تھا کہ حضرت درخواستی کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں، حضرت قاری صاحب بھی باوجود حضرت امیر شریعت کے تعلق کے جمعیت کے پروپگینڈہ سے متاثر تھے اور مجھے صبح و شام جن مولویوں سے واسطہ پڑتا وہ ابناء امیر شریعت کو اہانت آمیز الفاظ کے ساتھ مجھے نہ ملنے کی ترغیب دیتے، میرے دل میں ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی۔ چنانچہ رمضان شریف کے دوران استخارہ میں میری خواہش و خیال کے برعکس مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کی طرف مائل ہونے کا اشارہ ملا ادھر میری اہلیہ نے خواب میں حضرت سے یہ دعا سیکھی جو اسے آج تک یاد ہے۔دعا یہ ہے۔

ربنا ظلمنا انفسنا والم تغفرلنا وترحمنالنکونن من الخاسرين

حالانکہ موصوفہ ان پڑھ ہے۔ چنانچہ قاری صاحب کے ساتھ اگلے ماہ ملتان آیا اور مغرب کے بعد حضرت کے ہاں حاضری دی۔ دیکھتے ہی مجھے قلبی سکون محسوس ہوا اور حضرت نے فرمایا "آگئے" کسی بیماری کے باعث میری آنکھیں سرخ تھیں اور کپڑوں کے ساتھ میرے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ حضرت نے نصیحت کی اور فرمایا بال بھی ٹھیک کراؤ اور کپڑے بھی ڈھنگ کے پہن کر آیا کرو عشاء پڑھ کر ہم پاک گیٹ رہائش گاہ پر آگئے اور صبح دار بنی ہاشم میں مدرسہ معمورہ گئے۔ وہاں سے پتہ چلا حضرت سید عطاء المحسن شاہ صاحب سفر پر ہیں۔ وہاں ایک جوان سے ملاقات ہوئی انہوں نے چائے سے تواضع کی اور ان سے ہم نے مزار امیر شریعت کا پتہ بھی پوچھا۔ جانے سے چند لمحے قبل قاری صاحب نے ان صاحب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میرا نام کفیل ہے میں ان کا بھائی ہوں انہوں نے حسب عادت تعلیم سے متعلق سوال کیا؟ تو فرمایا میں نے حفظ کیا ہے اور بی اے بھی کر لیا ہے اس عدیم المثال نوجوان نے میری طرف دیکھتے ہوئے مزار امیر شریعت کا پتہ سمجھایا۔ اسی دوران ہم نے میلسی جانا تھا وہاں سے پتہ چلا جلہ جیم میں جلسہ ہو رہا ہے اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری آرہے ہیں میں نے عرض کی کہ سارے کام چھوڑ کر میں جلسہ میں شرکت کرنی چاہیئے وہاں شاہ جی سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ

حضرت سید عطاء المحسن شاہ بخاری کو میں نے پہلی بار دیکھا کافی دیر تک مجلس رہی ظہر کے بعد انہوں نے خطاب کیا اور چلے گئے۔

دورانِ تدریس میں نے اپنے حلقہ اثر میں جماعت کا کام شروع کر دیا اور اگست ۱۹۸۱ء میں پہلی بار جلسہ بھی کرایا جس میں قائد محترم تشریف لائے۔ میرا پہلا تجربہ تھا میں مولوی تو نہیں ہوں اس لئے مجھے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ علاقائی وڈیروں کی چودھراہٹ، اور جمعیت علماء کے مولویوں کی حاسدانہ روش و سازش مجھے ایک نئے تلخ تجربہ سے گزارا۔ بہر حال اللہ کے فضل و کرم سے تحصیل تونسہ میں اس جلسہ کی دھوم پڑ گئی۔ وہیں حضرت کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ میں نے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں جلسہ کی کارروائی لکھ بھیجی جس کے جواب میں حضرت کا مکتوب میرے نام آیا۔ جو آج تک میرے پاس محفوظ ہے اور میری متاعِ عزیز ہے اس مکتوب گرامی کے ایک ایک لفظ میں نصیحت محبت شفقت، تربیت چھلکتی ہے خط کے تیسرے پیرا گراف میں فرماتے ہیں۔

"آپ نے جماعت کیلئے دورہ کیا بہت اچھا کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اس دورہ کے اثر سے لوگوں کو جماعت کی طرف بیش از بیش متوجہ کریں اور آپکی اور میری محنت میں برکت ڈال کر جماعت کو وسیع اور مضبوط طور سے بنا دیں (آمین) چند روز مزید انتظار کریں دفتر کا آدمی چھٹی پر ہے وہ آ گیا تو خیر ورنہ کسی دوسرے آدمی سے تعاون لیکر فارم رکنیت جلدی ہی بھجوا دوں گا۔ واضح رہے کہ یہ فارم ہر شخص دو سال کیلئے پر کرے گا۔ جس کی فیس دو روپے ہو گی مدت سے فارم وغیرہ سب کچھ ختم تھا اب فارم اور جماعت کے نام کے لیٹر پیڈ بھی چھپ گئے ہیں"

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"فیس کی جمع شدہ رقم بذریعہ منی آرڈر مجھے فوراً بھجوا دیں یہ رقم ملنے پر نہ تو خود خرچ کریں اور نہ کسی کو کسی بھی ضرورت کیلئے بہ قرض ہی دیں بلکہ مکمل امانت کے طور پر فارموں کی خانہ پری تک تو پاس محفوظ رکھیں اور کام ختم ہونے پر بلا تاخیر اور بلا عذر میرے نام منی آرڈر کر دیں تاکہ جانبین کا جماعتی حساب بالکل پاک وصاف اور درست رہے اور کسی کو اعتراض اور بدگمانی کا موقع نہ ملے امید ہے ان ھدایات پر ضرور عمل کریں گے۔

۱۹۸۳ء کے اواخر تک میں نے عملاً جماعتی کام سر انجام دیا جلسے کرائے جس میں یکے بعد دیگرے حضرت عطاء المحسن شاہ جی اور عطاء المؤمن بخاری تشریف لائے۔ گھر کی حالت روز بروز کمزور ہوتی گئی۔ تلاش معاش میں پھر مجھے علاقہ چھوڑنا پڑا اور ملتان آیا۔ دوپہر کے وقت حاضری دی حضرت کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ کسی کام کیلئے گوجرانوالہ جا رہا ہوں وہاں ہمارے ملنے والے رہتے ہیں کوئی نہ کوئی کام مل جائے گا۔ حضرت نے فرمایا یہیں ملتان میں کوئی کام کر لو اور میرے پاس اس دفتر میں

آتے رہا کرو۔ مجھے بے پناہ مسرت ہوئی شام کو ایک دوست مولانا عبد الرشید کو ملنے آیا تو یہاں پتہ چلا میں ایک مسجد کیلئے امام کی ضرورت ہے معاملہ طے ہوا اور مسجد میں ملازمت اختیار کر لی اور روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا دفتر کا متفرق کام کاج بھی کر دیتا، جس دن میں حاضری نہ ہوتی تو ملک مشتاق کو بھیج کر پتا کراتے ایک دن فرمانے لگے بھائی اب تعلق جو ہے اس لیے انتظار رہتا ہے۔ تم جس دن نہیں آتے سارا وقت اسی پریشانی میں گزرتا ہے سوچتا رہتا ہوں خدا معلوم کیوں نہیں آیا۔ راستہ میں حادثہ تو نہیں پیش آگیا پھر میں کسی آدمی تو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں"۔

اسی محبت، شفقت میں مجھے کبھی اپنے سامنے مصلے پر سلا دیتے اور فرماتے کچھ لکھ لوں اور تم تھکے ہوتے ہو، سو جاؤ اور آرام کر لو۔ ایک دن فرمانے لگے تین کام تمہارے ذمے لگاتا ہوں۔ وقت تقسیم کر لو انہیں روزانہ تھوڑا تھوڑا کرتے رہو۔ تمہاری لکھنے کی عادت بھی ہو جائے گی اور الفاظ سے شناسائی بھی اور زبان بھی درست ہو جائے گی۔

مولانا عبید اللہ سندھی کا سفر نامہ (مولانا محمد صدیق ولی اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا) بوسیدہ اوراق پر ہے اسے اچھے اور صاف کاغذ پر خوشخط کر کے لکھو، اباجی مرحوم کی سوانح ترتیب دے رہا ہوں میرے مسودے کو صاف اور کھلے الفاظ کے ساتھ لکھو۔

سیرت امہات المومنین، احکام عید الاضحیٰ، خطبائے احرار کے متفرق کام میں انہیں بھی صاف کرنے اور کتب کی اشاعت میں میری مدد کرو۔ یہ کام ذمے لگا کر اصل اس مردِ قلندر نے ایک دیہاتی ان پڑھ بے کار و بے سود انسان کو کسی لائق بنا دیا، وہ آدمی گر تھے۔ اگر وہ میری زندگی میں مجھے نہ ملتے نہ جانے آج میری کیا حالت ہوتی؟ اس مردِ صالح نے طہارت سے لیکر طرزِ معاشرت، اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے تمام مسنون آداب مجھے سمجھائے انہوں نے فرمایا تھا دین کے تین ماخذ ہیں اللہ رسول صحابہ اور تین ہی دشمن ہیں۔ اللہ کا دشمن (دہریے کمیونسٹ) دشمن رسول (مرزائی بھائی) دشمن صحابہ (سبائی تبرائی مجوسی) اور یہ تینوں دشمن یہود و نصاریٰ سے ماخوذ ہیں۔

انہوں نے مجلس احرار اسلام کو نئی بنیادوں پر استوار کیا، غیرت کا سبق دیا، محبت، شفقت اور دینی حمیت کا درس دیا۔ انہوں نے اپنے اسلاف کی اقدار کو امانت کے طور پر سنبھالا۔ انہوں نے اپنے خاندان، اساتذہ اور مشائخ کے نام کو زندہ رکھا۔ انہوں نے عمر بھر جہاد کیا، لاکھوں انسانوں کو خطاب کر کے مقام صحابہ سمجھایا۔ اس شخص نے ایک ایک لفظ ایک ایک جملے کی نگرانی کی الفاظ پر اعراب لگا کر زبان کی اصلاح کرتے رہے۔ انہیں دیکھ کر اپنے اسلاف کا کردار شاہ ولی اللہ کا تقویٰ انور شاہ کا علم، ابو الکلام کا بانک پن اور اکابر احرار کا جہاد آزادی سمجھ آتا تھا۔

۱۹۸۸ء سے حضرت علیل چلے آرہے تھے۔ علالت کے باوجود سالانہ جلسے، یوم سیدنا معاویہ،

احرار اور خدام صحابہ کے زیر انتظام ملک میں ہونے والے جلسوں میں شرکت کرتے رہے۔ جماعت کے جلسوں کو اہمیت دیتے مدارس اور دیگر شوق رکھنے والے حضرات کے منعقدہ اجتماعات سے کتراتے تھے۔ دروس قرآن مجید کے حوالے سے علم و عرفان کے موتی بکھیرتے رہے۔ اپنا کام مثبت انداز میں کرنا پسند کرتے تھے۔ غریب کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

۲۳ اکتوبر کی رات مجھے ایک شخص نے اطلاع دی۔ تمہارے مرشد سید ابومعاویہ ابوذر بخاری آخرت کو سدھار گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اور اگلے دن میں حضرت کی رہائش گاہ پر گیا تو سید محمد ذوالکفل بخاری نے روتے ہوئے مجھے گلے لگایا اور کہا دیکھو شاہ جی سو رہے ہیں۔ حضرت سید محمد معاویہ بخاری آبدیدہ ہوکر آنے والے لوگوں سے مل رہے تھے اور آخری دیدار کرا رہے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد مسلم ہائی سکول کے سامنے سپورٹس گراؤنڈ میں جنازہ پڑھا گیا مغرب کے قریب علم کا ماہتاب لاکھوں انسانوں کی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ اپنے عظیم والد اور والدہ کے درمیان زیرِ زمین غروب ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور کرے اور ان کی دینی خدمت کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ روز محشر انبیاء ورسل، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی رفاقت نصیب فرمائے (آمین)

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

سبائی فتنہ (حصہ اوّل) قیمت =/150 روپے

اہلِ سنت کے روپ میں رفض و سبائیت پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد تقدس مآبوں کے حجلہ عروسی میں زلزلہ بپا کر دیا۔

بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی ملتان